سحاب قزلباش

ایک چراغ جو بجھنے کے بعد بھی روشن ہے

یہ برطانیہ میں رہنے والے اہل اردو کی خوش نصیبی تھی کہ سحاب قزلباش جیسی ممتاز شاعرہ ان کے بیچ رہیں۔ اور مجھ ایسے بہت سے لوگ یہ کہتے ہوئے بڑا فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے سحاب کو دیکھا ہے۔

سحاب سے ملاقات اور ان کے ساتھ روز نامہ جنگ لندن اور بی بی سی میں کام کرنے سے پہلے میں نے ان لوگوں سے سحاب کی تعریفیں سنی تھیں جنہوں نے سحاب کو آزادی سے پہلے دلی میں دیکھا تھا جب انہوں نے بہت کم سنی میں آل انڈیا ریڈیو سے براڈ کاسٹنگ شروع کی تھی۔ یہیں انہیں میرا جی، نون میم راشد اور اس دور کے ممتاز شاعروں ادیبوں دانشوروں اور براڈ کاسٹروں کی صحبتیں ملیں اور انہوں نے ان سے ادبی فیض حاصل کیا کیونکہ وہ نسل فیض بخش فراغ دل لوگوں کی تھی۔

ویسے بھی سحاب نے دلی کے معروف ادب نواز، علمی اور ادب پرور خانوادہ میں پرورش پائی۔ سحاب کے والد آغا شاعر قزلباش دلی کے ممتاز شاعر تھے۔ ان ہی کی صحبت اور تربیت نے سحاب کو خوب صورت زبان، شستہ لہجہ اور خیالات کی ندرت بخشی اور اس کے بل پر انہوں نے شاعری میں اپنا منفرد انداز اور لہجہ اپنایا۔

تقسیم کے بعد سحاب پاکستان آ گئیں اور کچھ عرصہ ریڈیو پاکستان سے منسلک رہنے کے بعد وہ ایران کے زاہدان ریڈیو سے اردو کے پروگرام نشر کرتی رہیں۔ پھر کچھ عرصہ نائجیریا میں رہنے کے بعد انہوں نے لندن میں مستقل سکونت اختیار کی۔

سن پینسٹھ کے اواخر میں مجھے اس وقت یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوتا تھا جب میں پاکستان ہائی کمیشن کے ریسپشن کے ڈیسک پر سحاب کو بیٹھے دیکھتا تھا کہ اتنی بڑی شاعرہ کو اس کا صحیح مرتبہ دینے کے بجائے ایسی بے قدری ہو رہی ہے۔ بڑی مشکل سے میں انہیں جنگ لندن میں لے آیا۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر کالم لکھے اور پھر خود بڑی رغبت سے انہوں نے پروف ریڈنگ کا کام سنبھالا۔ فائدہ اس کا یہ ہوا کہ سب ایڈیٹرس اور کاتبوں سب کو درست اور شگفتہ اردو لکھنے اور محاورات کو سمجھنے میں مدد اور رہبری ملی۔

سحاب کا اصل نام سلطانہ قزلباش تھا۔ بی بی سی اردو سروس میں بچوں کے پروگرام شاہین کلب میں جب انہوں نے حصہ لینا شروع کیا تو عجب اتفاق ہے کہ انہیں کردار سلطانہ باجی کا دیا گیا اور اسی نام سے وہ مشہور ہوئیں۔

جو لوگ سحاب کو قریب سے جانتے تھے انہیں یہ معلوم تھا کہ چہرے پر ہر لمحہ مسکان سجائے اور محبتوں اور ہمدردیوں سے بھرپور سحاب نے نوعمری ہی سے کتنے قلبی حادثے جھیلے تھے۔ ان کی ازدواجی زندگی کتنی دل شکستہ رہی تھی اور پھر اس ملک میں روزگار کے میدان میں انہیں کتنی اذیتیں اور مصیبتیں اٹھانی پڑیں لیکن انہوں نے اس سب مصائب، مشکلات، پریشانیوں اور نامساعد حالات اور بیماریوں کے محاصرے اور ان کے 'چوکھی پتھراؤ' کا نہایت جی داری اور حوصلہ مندی سے مقابلہ کیا۔ اپنی بہادری کا لوہا منوایا۔ پاکستان ہائی کمیشن میں رہی ہوں یا جنگ لندن میں، بی بی سی کے شاہین کلب میں صداکاری کی ہو یا بی بی سی کے آڈینس ریسرچ کے شعبہ میں فرایض انجام دیے، سب جگہ وہ زندگی کی رجایت کے ساتھ مقبول اور ہر دل عزیز رہیں۔

اردو شاعری کے افق پر سحاب سن پچاس سے دلی کلاتھ ملز کے انڈو پاک اور روزنامہ ڈان کے مشاعروں میں اپنی سحر انگیز آواز کے ساتھ نہایت خوبصورت غزلوں کی بدولت مقبول ہوئیں۔ دیکھتے دیکھتے ان کی شاعری کے طلسم نے پاکستان سے لے کر ہندوستان اور پھر انگلستان، امریکا اور کینیڈا تک اہل اردو کو مسحور کر دیا۔

ایک طویل عرصہ تک برطانیہ میں رہنے کے بعد ایک حساس دل اور عمیق نظر نے انہیں اس معاشرہ کے تجربات اور احساسات کو نظموں کے پیرائے میں پیش کرنے پر اکسایا اور ان کی طویل نظم ''لینڈ لیڈی''، میرے خیال میں اس معاشرہ کے راز درون حیات کی کہانی ہے اور ایشیائی خواتین کی اتھاہ تنہایوں کی آئینہ دار ہے۔

یہ ایک عجب بات ہے کہ سحاب نصف صدی سے شعر کہہ رہی تھیں لیکن انہوں نے اپنے انتقال سے چند سال قبل تک اپنے کلام کا کوئی مجموعہ شایع نہیں کیا۔ پھر اچانک ان کی یکے بعد دیگرے چار کتابیں منظر عام پر آئیں۔ ''میرا کوئی ماضی نہیں'' ملکوں ملکوں شہروں شہروں، ''روشن چہرے'' اور ''لفظوں کے پیراہن۔''

''میرا کوئی ماضی نہیں'' کتاب میں ان کے ماضی کے حالات ہیں اور ''روشن روشن چہرے'' میں 14 اہم شخصیات کے خاکے شامل ہیں۔ ''ملکوں ملکوں شہروں شہروں'' میں مصر، برطانیہ، ایران، نائجیریا اور فرانس کے سفرنامے ہیں۔

''لفظوں کے پیراہن'' ان کے کلام کا مجموعہ ہے جو حقیقت میں ان کی زندگی کے تجربات، احساسات، مصایب اور مشکلات کے ساتھ ان کی تہہ دار شخصیت کے رنگین پیراہن کا مجموعہ ہے۔ مجموعہ کی ترتیب بھی ان کی شخصیت اور ان پر ان کے مذہبی عقیدے کی گہری چھاپ کی عکاس ہے۔

سحاب نے اپنی نظم ''سوکن'' میں کس سلیقہ اور پر اثر انداز سے برطانوی معاشرہ میں بے وفائی کے تجربہ کی عکاسی کی ہے۔

جیسے وہ تمکا چاہت ہیں
ہمکا بھی چاہت تھے
نین جوت جلاوت تھے

نایاب ہیں ہم

نردوہی سے کیسے کہن ہم
اک دن ایسا آوے گا
جب آنکھ سے ساون برسے گا

سحاب کی تجربات سے بھرپور نظمیں بلاشبہ لاجواب ہیں، وہ ان نظموں کی بدولت اردو شاعری میں ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔سحاب کے یہ اشعار جاوداں رہیں گے۔

غروب مہر پہ کس نے لہو چڑھایا ہے
یہ کس نے خون جلایا ہے روشنی کے لئے

حرم ہو دیر ہو ہر جا ہے آدمی ہی خدا
مجھے کہیں مرا پروردگار مل نہ سکا

تمام عمر ہی روتے گذر گئی ہے سحاب
ہمیں تو بھول کے بھی غم گسار مل نہ سکا

آدمی اک تضاد باہم ہے
کبھی جنت کبھی جہنم ہے

غم ہے ایک نعمت خداوندی
جتنا برتو اسی قدر کم ہے

بجھ رہے ہیں چراغ دیر و حرم
دل جلاؤ کہ روشنی کم ہے

صرف یہ ایک شعر ہی سحاب کو اردو شاعری کے افق پر ہمیشہ درخشاں رکھے گا۔
سحاب کا چراغ 28 جولائی 2004 کو ہمیشہ کے لئے بجھ گیا لیکن اس کی روشنی اب بھی جاوداں ہے۔

......☯......☯......☯......